
مقبول ترین قومی ایوارڈ یافتہ کثیرالاشاعت میگزین
ماہنامہ
آبِ حیات
لاہور
مئی 2019
20 روپے
مدیر اعلیٰ
محمود الرشید حدوٹی
مہتمم جامعہ رشیدیہ
خلیفہ مجاز
شاہ ڈاکٹر عبدالمقیم
ادارہ آبِ حیات ٹرسٹ لاہور
0300-0321-9458876

حکومت پاکستان کی وزارت اطلاعات سے باقاعدہ منظور شدہ

ماہنامہ

آبِ حیات

لاہور

جلد ۱۹ شمارہ ۵ مئی ۲۰۱۹ء، رمضان ۱۴۴۰ھ

زیرِ نگرانی

حضرت مولانا قاری عبدالسلام حدوٹی عباسی

مہتمم دارالقرآن جامعہ آن علیوٹ مری

مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمود الرشید حدوٹی عباسی

خلیفہ مجاز

شاہ ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب دامت برکاتہم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ 350 روپے

ملنے کا پتہ
ادارہ آبِ حیات ٹرسٹ
غوث گارڈن 2 جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ
0300-0321-9458876
Mahmoodhadoti@gmail.com

ماہ نامہ آب حیات لاہور

مئی ۲۰۱۹ء

ادارہ آب حیات کی عاجزانہ خدمات

ادارہ آب حیات ٹرسٹ حکومت پاکستان سے باقاعدہ رجسٹرڈ ہے، جو گزشتہ دو دہائیوں سے رفاہی، فلاحی اور دینی خدمات انجام دے رہا ہے، یہ ایک غیر سیاسی ادارہ ہے، ادارہ کے تحت ماہ نامہ آب حیات، ماہ نامہ تحفہ خواتین، ماہ نامہ شان دار، ماہ نامہ صدائے جمعیت، شہر لاہور سے تسلسل سے شائع ہو رہے ہیں، ان پر ہر ماہ ہزاروں روپے کے اخراجات اٹھتے ہیں، مخیر حضرات کی خصوصی توجہ مطلوب ہے، یہ صدقہ جاریہ ہے جو قیامت تک ان شاء اللہ اپنا فیضان عام کرے گا۔

گرداب بلا سے ہم کب نکلیں گے؟

محمود الرشید حدوٹی

وطن عزیز پاکستان بہترین ڈگر پر چل نکلا تھا، معاشی استحکام پیدا ہوتا چلا جارہا تھا، پاکستان کے چاروں صوبوں میں ہر طرف مشینری حرکت میں تھی، گلی گلی گاؤں گاؤں چھوٹی بڑی سڑکوں کا جال بچھ چکا تھا، دفتری نظام درست سمت کی طرف چل نکلا تھا، مگر دیکھتے ہی دیکھتے اس ملک کو نظر بد لگ گئی، پانامہ نامی اخبار نے کوئی پانچ سو کے قریب ایسے لوگوں کی فہرست شائع کردی جن کی کمپنیاں بیرون دنیا میں کام کررہی ہیں، ان پانچ سو لوگوں میں وطن عزیز پاکستان کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کا نام بھی آیا۔

چنانچہ عدالت میں کیس چلا، نواز شریف کو نااہل قرار دے کر اقتدار چھین لیا گیا، ان کی جگہ شاہد خاقان عباسی کو وزیر اعظم بنایا گیا، پھر میاں نواز شریف کو مسلم لیگ کی صدارت سے بھی ہٹادیا گیا، پھر عدالت نے انہیں تاحیات نااہل قرار دے دیا، پھر انہیں جیل میں ڈال دیا گیا، اڈیالہ جیل سے ان کی ضمانت پر رہائی ہوئی تو ایک بار پھر انہیں کوٹ لکھپت جیل بھیج دیا گیا۔

۲۵جولائی ۲۰۱۸ء کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں تحریک انصاف جس کے سربراہ عمران خان ہیں کو عددی برتری مل گئی، جس کے بعد انہیں وزیر اعظم بنادیا گیا، مگر پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں، مسلم لیگ، پیپلز پارٹی، جمعیت علماء اسلام اور دیگر کہتی ہیں کہ انتخابات میں تاریخ کی بدترین دھاندلی کی گئی ہے، اس دھاندلی کے خلاف تمام جماعتیں ایک صفحہ پر یکجا ہوکر شروع دن سے ہی سیاسی ہلچل

پیدا کرنا چاہتی تھیں، مگر ان سیاسی جماعتوں کے اپنے اپنے مفادات ہوتے ہیں جس کے باعث وہ یکجا اور ہم آہنگ نہ ہو سکیں، چنانچہ تحریک انصاف کو حکومت دے دی گئی، جو خم ٹھونک کر حکومت کر رہی ہے اور سب کو تگنی کا ناچ نچا رہی ہے۔

چھ ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے، تحریک انصاف کی حکومت اپنے دعووں اور وعدوں میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے، کوئی وعدہ پورا نہیں کر سکی، ملک میں سخت افراتفری پیدا ہو چکی ہے، کرپشن کے ریٹ پہلے سے کئی گنا زیادہ ہو چکے ہیں، کسی دفتر میں کسی سائل کی کوئی شنوائی نہیں ہے۔

ناجائز تجاوزات کے نام پر بھٹہ گول کر دیا گیا ہے، پورے ملک میں ہزاروں لوگوں کی جائیدادیں غیر قانونی قرار دے کر مسمار کر دی گئی ہیں، مسجدیں شہید کر دی گئی ہیں، مساجد کے ساتھ بنی دکانیں ڈھادی گئی ہیں، پکڑ دھکڑ کا ایک ان دیکھا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔

مہنگائی کا جن بوتل سے باہر نکل چکا ہے، پیٹرول، ڈیزل، مٹی کے تیل، اشیاء خورد و نوش کی قیمتیں آسمانوں کو چھو رہی ہیں، مہنگائی کنٹرول کرنے کا اس حکومت کے پاس کوئی فارمولہ نہیں ہے، جب یہ حکومت برسر اقتدار آئی تو ڈالر سو روپے کا تھا، پیٹرول کی قیمتیں قابل قبول تھیں مگر عالمی اداروں کے ساتھ گٹھ جوڑ اور ساز باز کر کے ہمارے موجودہ حکمرانوں نے ڈالر کو صرف چند دنوں میں ایک سو چالیس روپے کی بلند ترین سطح تک پہنچا دیا ہے، ڈالر کی اونچی اڑان کے باعث ملک میں مہنگائی کا طوفان آیا ہے۔

حکومت کے وزیر اور مشیر اتنی کثیر تعداد میں چنے گئے ہیں کہ شاید پہلے کبھی اتنی بڑی فوج ظفر موج دیکھنے میں نہیں آئی، پھر اتنی بڑی تعداد کے پاس کوئی تجربہ

نہیں ہے کہ حکومت کیسے چلائی جاتی ہے؟ جو بولتا ہے وہ اپنے منہ سے بم و بارود گراتا ہے جس سے فضاؤں میں اشتعال پھیلتا ہے، لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو چکے ہیں۔

نیب نامی ایک ادارہ جنرل پرویز مشرف کے زمانے میں قائم کیا گیا تھا، جو ملک میں بدعنوانی، کرپشن کی روک تھام اور ملکی دولت کو بے رحم لوگوں سے وصول کرنے کے لیے بنایا گیا تھا، مگر اب یوں لگ رہا ہے کہ نیب سیاست دانوں کو ڈرانے دھمکانے اور ملک میں افرا تفری پیدا کرنے کی مہم پر چل نکلا ہے۔

ادھر وزیر اعظم عمران خان اور اس کے حواریوں کی زہر اگلتی زبانیں جلتی پر تیل کا کام کر رہی ہیں، کوئی پیچ کی اور دستور کی بات نہیں کی جا رہی ہے، پکڑ لو، جیلوں میں ڈال دو، پیسے نکلواؤ، اپنے ملک میں رہنے والوں کے ساتھ بے رحمانہ سلوک جب کہ بیرونی دنیا کے سامنے بھیگی بلی بنے ہوئے یہ حکمران کاسہ گدائی لیے ہوئے ہر دروازے پر دستک دے رہے ہیں، مال بٹور رہے ہیں۔

دوسروں کو مورد الزام ٹھہرانے والے یہ حکمران یوں دکھائی دے رہے ہیں کہ ان کی کھوپڑیوں میں بھوسہ بھرا ہوا ہے اور یہ کسی کے اشارے پر ملکی حالات کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں، ملک کو عدم استحکام سے دوچار کرنے میں پاکستان تحریک انصاف کا مرکزی کردار ہے، اقتدار سے پہلے بھی اسی جماعت نے ملک کو مشکلات سے دوچار کیا اور اقتدار میں آنے کے بعد تو بالکل ہی ستیاناس کر دیا گیا ہے۔

جب میڈیا پر ان کی نااہلی کی باتیں برق رفتاری سے گردش کرتی اور سنائی دیتی ہیں تو یہ سازشی دماغ فوراً ہی کسی نان ایشو کو ایشو بنا دیتے ہیں، جس سے کچھ لمحوں کے لیے لوگوں کی توجہات دوسری طرف مڑ جاتی ہیں، پھر اگلے دن وہی تماشہ پھر سے شروع کر دیا جاتا ہے۔

لوگوں کے کاروبار ٹھپ ہو چکے ہیں، ہر شخص اپنی اپنی سطح پر پریشان ہے، کاروباری، بزنس مین، تاجر پریشان ہے، ملک میں جس برق رفتاری سے گزشتہ دور حکومت میں کام جاری تھے اب تقریباً سارے کام ہی بند ہو چکے ہیں، اگر کوئی چیز کھلی ہوئی ہے تو وہ ان ناتجربہ کار حکمرانوں کی زبانیں ہیں، جن کی نوک پر جو کچھ آتا ہے وہ اگل دیا جاتا ہے، جب پبلک کی طرف سے رد عمل آتا ہے تو یہ تھوک کر چاٹ لیتے ہیں، پھر اعلان کرتے ہیں کہ کامیاب لیڈر وہ ہوتا ہے جو یوٹرن لیتا ہے، مگر اسلامی تعلیمات میں یوٹرن کا مطلب ہے تھوک کر چاٹ لینا۔

وطن عزیز پاکستان بڑے گرداب بلا میں پھنس چکا ہے، ہر طرف پریشان کن حالات پیدا ہو چکے ہیں، مگر حکمران ہیں کہ دوسروں کے اشاروں پر ناچتے اور تھرکتے ہیں، انہیں کچھ پتہ نہیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔

گزشتہ دور حکومت میں جو منصوبے شروع کیے گئے تھے، جن کا بجٹ میں تذکرہ موجود تھا، فنڈز ریلیز ہو چکے تھے، کچھ منصوبے پایہ تکمیل کے قریب تھے ان پر یہ حکومت اپنی تختیاں لگانے میں مصروف دکھائی دیتی ہے، دوسروں کے کارناموں کا کریڈٹ اپنے نام کرنے میں یہ حکومت مصروف ہے، بعض لوگوں نے سوشل میڈیا پر محنت کر کے وہ تقاریر جمع کی ہیں جو گزشتہ حکمران کرتے تھے، انہی کو معمولی ردوبدل کے ساتھ اس حکومت کے وزیراعظم کی زبان پر نچوایا جاتا ہے۔

ہم ان مقتدر قوتوں سے دست بستہ ہی عرض کر سکتے ہیں جنہوں نے ان کو اقتدار بخشا ہے کہ خدارا بندر کے ہاتھ سے ماچس واپس لے لی جائے، ورنہ بندر ساری پراپرٹیوں، جائیدادوں، جنگلوں اور قیمتی سرمائے کو آگ لگا دے گا، بندر کو کسی کے نفع اور نقصان سے کبھی کوئی غرض نہیں ہوا کرتی، اسے سب کچھ جلانا ہی ہوتا ہے۔

افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کو کس کس طرح سے تباہ و برباد کیا جارہا ہے، زبانی کلامی جس کسی سے سنا جائے کوئی پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے نہیں تھکے گا، کوئی پاکستان پائندہ باد کے نعرے لگاتے نہیں تھکے گا، مگر عملی لحاظ سے اندرونی اور بیرونی بدخواہ ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

ایسے حالات دیکھ کر مجھے بہت پہلے کا ایک مضمون یاد آنے لگتا ہے جس میں کسی بدخواہ اور بدطینت نے دعویٰ کیا تھا کہ پاکستان ۲۰۲۵ء کو دنیا کے نقشے پر نہیں ہوگا، ہمارے دشمن تو تھک ہار کر نہیں بیٹھے وہ تو اپنے مشن میں لگے ہوئے ہیں، یہ گزشتہ ماہ انڈیا نے جو ہم پر حملہ کیا تھا کیا اس میں انڈیا اکیلا تھا نہیں بلکہ اس کے ساتھ کچھ اور ممالک بھی تھے جو پاکستان کا نقشہ مٹانا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مسلح افواج کو جنہوں نے دشمن کے دانت کھٹے کیے اور دنیا کو دکھا دیا ہے کہ پاکستان کے دشمن نیست و نابود ہو جائیں گے، مگر افواج پاکستان کو ملک کے اندر کی صورت حال بھی دیکھنا چاہیے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے اور کیا کیا جارہا ہے؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے، پاکستان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں اچھے حکمران عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین بحرمۃ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

خادم اسلام

محمود الرشید حدوٹی

مناواں لاہور کینٹ

۶اپریل ۲۰۱۹ء۲۹رجب المرجب ۱۴۴۰ھ سوا آٹھ بجے شب، قبیل صلاۃ العشاء



ابلیس لعین کا سجدہ ریزی سے انکار

سوال وہ کون تھا جس نے آدمؑ کے لئے سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا؟

جواب وہ ابلیس لعین تھا، اس بارے میں قرآن حکیم یوں بیان کرتا ہے،

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلائِكَةِ اسْجُدُوا لآدَمَ فَسَجَدُوا إِلاَّ إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنْ الْكَافِرِينَ (۳۴) البقرة

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آ کر کافر بن گیا۔

حضرت آدم اور اماں حواء کا پہلا ٹھکانہ

سوال جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور امّاں حواء کو پیدا کیا تو ان کا ٹھکانہ کہاں تھا؟

جواب حضرت آدمؑ اور حضرت حواء کو پیدا کرنے کے بعد انہیں جنّت میں ٹھکانہ دیا گیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلا مِنْهَا رَغَداً حَيْثُ شِئْتُمَا وَلا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنْ الظَّالِمِينَ (۳۵) البقرة

اور ہم نے کہا: اے آدم "تم اور تمہاری بیوی جنت میں جا کر رہو اور اس میں جو چاہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس درخت کے نزدیک نہ جاؤ پھر ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا کیا، جمعہ کے دن ہی انہیں جنت میں داخل کیا، جمعہ کے دن ہی انہیں جنت سے نکالا، آدم علیہ السلام جنت میں ایک روایت کے مطابق سو سال رہے، ایک روایت کے مطابق ستر سال جنت میں رہے، ایک روایت کے مطابق ایک سو تیس سال رہے۔ جنت میں اللہ نے نور کا لباس انہیں پہنایا تھا۔

آدم اور حواء کو کس چیز سے منع کیا گیا تھا؟

سوال اللہ تعالیٰ نے آدمؑ اور حواء کو جنّت میں کس چیز سے منع کیا تھا؟

جواب اللہ تعالیٰ نے ایک خاص درخت سے کھانے سے منع کیا تھا، قرآن حکیم کہتا ہے

وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ (۳۵) البقرة

اور اس درخت کے نزدیک نہ جاؤ پھر ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر بن محمد شیرازی البیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شجرہ کے بارے لکھا،

والشجرة هي الحنطة ، أو الكرمة ، أو التينة (گندم، انگور یا انجیر) (بیضاوی)

تفسیر ابن کثیر میں شجرہ کی تعیین کی بجائے مختلف اقوال ذکر کئے گئے ہیں،

① ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ کا ایک قول: هِيَ الْكَرْمِ اس درخت سے مراد انگور ہے۔

② ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول: هِيَ السُّنْبُلَةُ خوشہ گندم مراد ہے۔

③ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا تیسرا قول: هِيَ الْبُرُّ گندم مراد ہے۔

④ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور کچھ صحابہؓ رضی اللہ عنہم کا قول: انگور کی بیل مراد ہے۔

⑤ ابی مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول: النَّخْلَةُ اس سے مراد کھجور کا درخت ہے۔

⑥ ابی العالیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

جس کے کھانے سے حدث لاحق ہو وہ درخت مراد ہے۔

كَانَتِ الشَّجَرَةُ مَنْ أَكَلَ مِنْهَا أَحْدَثَ، وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ فِي الْجَنَّةِ حَدَثٌ،

درخت سے وہ درخت مراد ہے جس سے کھانے کے بعد حدث لاحق ہو جاتی ہے، اور یہ مناسب نہیں کہ جنت میں حدث ہو۔

⑦ حضرت مجاہد فرماتے ہیں: تِينَةٌ اس درخت سے مراد انجیر ہے۔

⑧ وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: فرشتے ہمیشہ جنت میں رہنے کے لیے جس درخت کا پھل کھاتے ہیں اس درخت سے کھانے کو منع کیا گیا تھا۔

كَانَتْ شَجَرَةً غُصُونُهَا مُتَشَعِّبٌ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ، وَكَانَ لَهَا ثَمَرٌ تَأْكُلُهُ الْمَلَائِكَةُ لِخُلْدِهِمْ، وَهِيَ الثَّمَرَةُ الَّتِي نَهَى اللَّهُ عَنْهَا آدَمَ وَزَوْجَتَهُ

یہ وہ درخت تھا جس کی ٹہنیاں ایک دوسرے میں گھسی ہوئی تھیں، ان کا پھل ایسا تھا جسے فرشتے اپنے دوام کے لئے کھاتے تھے، یہی وہ پھل تھا جسے کھانے سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

⑨ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَتَبَ إِلَى أَبِي الْجَلْدِ يَسْأَلُهُ عَنِ الشَّجَرَةِ الَّتِي أَكَلَ مِنْهَا آدَمُ، وَالشَّجَرَةِ الَّتِي تَابَ عِنْدَهَا آدَمُ.فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو الْجَلْدِ: سَأَلْتَنِي عَنِ الشَّجَرَةِ الَّتِي نُهِيَ عَنْهَا آدَمُ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَهِيَ السُّنْبُلَةُ، وَسَأَلْتَنِي عَنِ الشَّجَرَةِ الَّتِي تَابَ عِنْدَهَا آدَمُ وَهِيَ الزَّيْتُونَةُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابو جلد کو اس درخت کے بارے میں لکھا جس سے آدمؑ نے کھایا تھا اور جس درخت کے پاس آدمؑ نے توبہ کی تھی، اس پر ابو جلد نے انہیں لکھا کہ آپ نے مجھ سے اس درخت کے بارے میں پوچھا جس کے کھانے سے اللہ نے آدمؑ کو منع کیا تھا، تو میں عرض کروں کہ اس سے مراد السنبلۃ (گندم کا خوشہ) ہے، اور جس درخت کے پاس آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی وہ زیتون کا درخت ہے، (ابن کثیر)

(۱۰) علامہ ابو جعفر بن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ:

وَالصَّوَابُ فِي ذَلِكَ أَنْ يُقَالَ: إِنَّ اللَّهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ نَهَى آدَمَ وَزَوْجَتَهُ عَنْ أَكْلِ شَجَرَةٍ بِعَيْنِهَا مِنْ أَشْجَارِ الْجَنَّةِ، دُونَ سَائِرِ أَشْجَارِهَا ، فَأَكَلَا مِنْهَا، وَلَا عِلْمَ عِنْدَنَا بِأَيِّ شَجَرَةٍ كَانَتْ عَلَى التَّعْيِينِ؟ لِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَضَعْ لِعِبَادِهِ دَلِيلًا عَلَى ذَلِكَ فِي الْقُرْآنِ وَلَا مِنَ السُّنَّةِ الصَّحِيحَةِ (تفسیرابن جریر)

اس بارے میں درست بات یہ ہے کہ یوں کہا جائے، اللہ تعالیٰ نے آدم اور ان کی بیوی کو جنت کے درختوں میں سے کسی خاص درخت سے کھانے سے منع کیا تھا، اس سے تمام درخت مراد نہیں ہیں، ہمارے پاس کسی خاص درخت کے بارے میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو قرآن اور سنت سے ہمارے پاس موجود ہو، (تفسیر طبری)

سارے اقوال کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بات کو ترجیح دی جاسکتی ہے کہ آدم علیہ السلام نے گندم کا دانہ کھایا تھا، جو گائے کے گردے جتنا تھا، شہد سے زیادہ میٹھا تھا، مکھن سے زیادہ نرم تھا۔



ماہ رمضان کے روزے کا مقام

حضرت ابو جمرہ ضبعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میرا ایک مٹکا ہے جس میں میں شراب تیار کرتا ہوں، پھر میں اس سے پی لیتا ہوں، پھر جب میں لوگوں میں دیر تک بیٹھتا ہوں تو ڈر لگتا ہے کہ میں کہیں اس کی شیرینی ونشے کی وجہ سے رسوا نہ ہو جاؤں، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عبدالقیس کا ایک وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آمد پر فرمایا کہ مرحبا، کوئی رسوائی نہیں اور کوئی شرمندگی نہیں ہے۔

انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہمارے اور آپ کے درمیان مضر قبیلہ کے مشرکین حائل ہیں، اس لیے ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حرمت والے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ایسے اعمال بیان فرمائیں کہ ہم ان پر عمل کرتے ہوئے جنت میں داخل ہو جائیں، اور اپنے پیچھے رہ جانے والے افراد کو ان کی طرف دعوت دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں چار باتوں کا حکم کرتا ہوں اور چار ہی باتوں سے منع کرتا ہوں، اللہ پر ایمان لانا، کیا تم ایمان باللہ کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان باللہ یہ ہے، لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اور تم

غنیمتوں میں سے خمس دو، اور میں تمہیں کدو کے برتن، کریدی ہوئی لکڑی کے برتن، سبز لاکھی مٹکے اور روغنی برتن میں نبیذ بنانے سے منع کرتا ہوں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں،، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، بیت اللہ شریف کا حج کرنا اور شہر رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیح ابن خزیمہ)

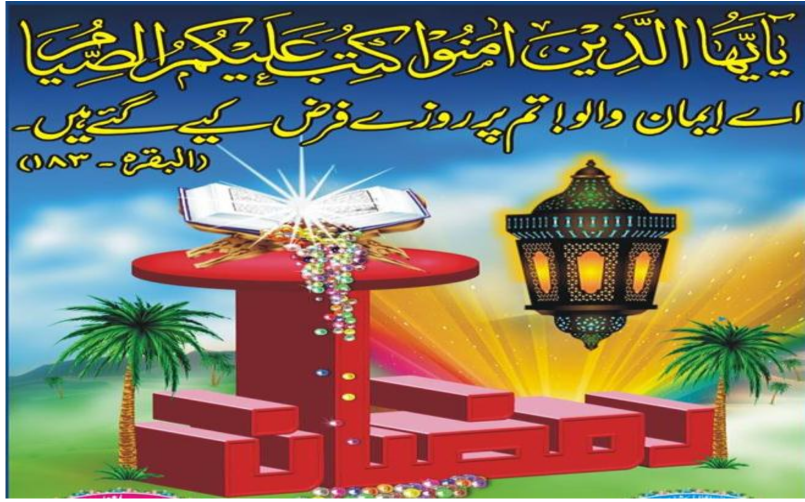
رمضان المبارک کے روزے سنہ دو ہجری میں فرض کیے گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے دوسرے پارہ سورۃ البقرہ میں فرمایا کہ اے اہل ایمان! تم پر روزے اس طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، روزے تم پر اس لیے فرض کیے گئے تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات میں روزے کا مقام اور مرتبہ بیان کیا گیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالقیس کے وفد کو جن چار ایمانیات پر عمل پیرا ہونے کا درس دیا ان میں ایک ماہ رمضان کے روزے بھی ہیں، گویا کہ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزے کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے، انسان کا باقی سارے ایمانیات پر عمل ہو اور روزے نہ رکھتا ہو تو اس کا مطلب واضح ہے کہ اس شخص کا ایمان مکمل نہیں ہے، یہ پورے دین میں داخل نہیں ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مبارک اور پیاری زبان سے جب ایمان کے مختلف شعبے بیان فرمائے تو معلوم ہوا کہ روزہ بھی ایمان میں سے ایک ہے، روزہ ایمان کا حصہ ہے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کو ایک محل کے ساتھ تشبیہ دی ہے، جو پانچ ستونوں پر کھڑا ہے، ان میں کلمہ شہادت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا

اقرار کرنا ہے، آپ ﷺ کی رسالت اور نبوت کا اقرار کرنا ہے، اس لیے کہ اگر انسان توحید کا کھل کر پرچار کرے، دل سے اقرار کرے مگر رحمت دوعالم ﷺ کی نبوت ورسالت کا اقرار نہ کرے تو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا، مکہ کے کفار اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا اقرار کرتے تھے مگر نبی کریم ﷺ کی رسالت اور نبوت کو نہیں مانتے تھے، اسی وجہ سے کافر قرار پائے، ورنہ قرآن کریم میں ان کے ساتھ سوالی جوابی مکالمے موجود ہیں، جن میں اللہ کے بارے میں کیے جانے والے سوالات کے جواب میں وہ اللہ کی وحدانیت اور الوہیت کا اقرار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

تو اسلام کے جن پانچ ستونوں کا آپ ﷺ نے بیان فرمایا ان میں اقرار کلمہ شہادت کے بعد نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ شریف کا حج کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو روزوں کا مقام اور مرتبہ جاننے، پہچاننے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔



ماہ رمضان اور صیام رمضان کے فضائل

سبحان اللہ جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اللہ جل شانہ ہمیں جنتی بنادے، دوزخ سے پناہ عطا فرمادے، اس ماہ مبارک کی شان ہے کہ اس میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں تاکہ امت محمدی کے لوگوں کو غلط راہوں پر ڈال کر ان کا نقصان نہ کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں سرکش اور غیر سرکش شیاطین کی شرارتوں سے بچائے اور درست راہوں پر چلنے والا بنائے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، سرکش شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔(ابن خزیمہ)

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی روایت میں الفاظ مختلف ہیں، صفدت (جکڑ دیے جاتے ہیں) کی بجائے سلسلت الشیاطین کے الفاظ ہیں، معنٰی دونوں کا ایک ہی ہے، سلسلت سلسلہ سے ہے، سلسلہ عربی میں لوہے کی زنجیر کو کہا جاتا ہے۔

یہاں جنت کے دروازوں کا وضاحت کے ساتھ ذکر ہے جب کہ دوسری روایت میں ابواب رحمت کے کھولے جانے کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ اہل ایمان روزہ داروں پر کس قدر مہربان ہیں؟ اس کا اندازہ اس روایت میں بیان کیے گئے ارشاد سے لگایا جا سکتا ہے، کہ امت محمدی کے خوش نصیب ماہ رمضان المبارک میں نیکیاں کرتے ہیں، نیکی کے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں، دن کے اجالے میں روزہ رکھتے ہیں، رات کی تاریکی میں تلاوت قرآن کریم سے اپنے اِیمان واِیقان کو جلا بخشتے اور روشن کرتے ہیں، رات کے ایک حصہ میں تراویح میں

قرآن سنتے اور سناتے ہیں، سحری سے پہلے تہجد کی نماز کا اہتمام کرتے ہیں، توبہ اور استغفار میں دن اور رات گزارتے ہیں۔

گیارہ مہینے انسانی کیفیات کچھ اور طرح ہوتی ہیں، جب کہ رمضان المبارک میں انسانی اور مسلمانی کیفیات کچھ اور طرح ہوتی ہیں، جو خوش نصیب لوگ ہیں ان میں اس ماہ مقدس میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، وہ پنجگانہ نماز باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں، زبان پر اللہ کا ذکر کثرت سے ہوتا ہے، ہاتھ اور زبان کو اس طرح محفوظ رکھتے ہیں کہ کسی دوسرے بھائی کو تکلیف نہ پہنچنے پائے۔

اس ماہ مبارک میں مسلمان کے ایمانی جذبات عروج پر ہوتے ہیں، انہی جذبات ایمانیہ کی قدردانی قدرت والا رب کرتے ہوئے جنت کے دروازے، رحمتوں کے دروازے ان ایمان والوں کے لیے کھول دیتا ہے، جہنم کے دروازے ان ایمان والوں کے لیے بند کر دیتا ہے، سرکش شیطانوں کو قید کر دیتا ہے، پھر یہ بے بس اور مجبور ہو جاتے ہیں کسی صاحب ایمان کو غلط راہ پر نہیں ڈال سکتے۔

اگرچہ ایمان والے لوگ سارا سال ہی اللہ کی رحمتیں سمیٹنے میں مصروف رہتے ہیں، رمضان میں ان کے لیے رحمتوں کی برسات زیادہ ہو جاتی ہے، مگر وہ بدقسمت لوگ جو سارا سال رب تعالیٰ کی نافرمانی، ناشکری، ناقدری اور گناہوں کی دلدل میں ڈوبے رہتے ہیں ان میں سے اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو رمضان المبارک میں بھی محروم ہی ہوتے ہیں، ان کے لیے نہ جنت و رحمت کے دروازے کھلتے ہیں، نہ ہی ان کے لیے دوزخ کے دروازے بند ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ شیطانی چنگل اور شکنجے سے محفوظ ہوتے ہیں، ایمان والوں کے لیے مختلف مواقع پر جو خوشخبریاں سنائی گئی ہیں وہ ایمان سے محروم لوگوں کے لیے نہیں ہوتیں، رمضان ہو یا غیر رمضان ہو، وہ محروم ہی رہتے ہیں۔

محدثین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشاد میں جو شیاطین کے جکڑے جانے کا ذکر فرمایا اس سے سارے شیاطین مراد نہیں ہیں بلکہ سرکش شیاطین مراد ہیں، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ہے میں باقاعدہ مَرَدَة الجن کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جن سے مراد سرکش شیاطین ہیں، جو لوگوں کو صحیح راستے سے گمراہ کرتے ہیں۔

ڈاڑھی منڈوانا

خطرناک گُناہوں کا مجموعہ

Fb.com/MajlisEilmi

1. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح حکم کی خلاف ورزی ہے۔
2. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مستقل سنت چھوڑنے کا گناہ ہے۔
3. تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی مشترکہ سنت کو چھوڑنے کا وبال ہے۔
4. اعلانیہ گناہ، گناہ پر اصرار اور 24 گھنٹے گناہ کی حالت میں رہنے کا وبال۔
5. اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بنائی ہوئی تخلیق وصورت کو بگاڑنا ہے۔
6. محمدی چہرے سے ناپسندیدگی کا عملی اظہار ہے۔
7. مجوسیوں کے ساتھ مشابہت ہے۔
8. عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے۔

خیر و شر کے متلاشی کے لیے منادی

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو جنات میں سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے، دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی ایک دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا، اور جنتوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا، اور ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے کہ اے نیکی تلاش کرنے والے! آگے بڑھ، اور اے برائی تلاش کرنے والے رک جا، اور اللہ کی طرف سے بہت سے گنہ گاروں کو دوزخ سے رہائی دی جاتی ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ)

تشریح۔ جب ماہ مبارک رمضان شروع ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، شیاطین پابند سلاسل کر دیے جاتے ہیں۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں جتنی باتیں بیان کی گئی ہیں یہ سب حقیقت ہیں، جنت کے دروازوں کو کھولنا اور دوزخ کے دروازوں کو بند کرنا اور شیطانوں کو جکڑنا اس مبارک اور عظیم الشان مہینہ کی عزت اور حرمت کی نشانی ہے۔

شیاطین کو قید کرنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے تاکہ وہ ایمان والے لوگوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچائیں، اور انہیں راہ راست سے ہٹانے اور گمراہ کرنے سے باز رہیں۔

علامہ شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ مسلم شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ جنت کے دروازے کھلنے، دوزخ کے دروازے بند ہونے اور شیاطین

کے پابند سلاسل ہونے کے مجازی معنٰی مراد ہوں اور مقصد اس سے بہت زیادہ ثواب کا ملنا، عام معافی کا ملنا ہو اور شیاطین کے گمراہ کرنے اور لوگوں کو تکلیف پہنچانے کا عمل دخل بہت ہی کم ہو جاتا ہے۔(شرح نووی ۷، ۱۸۸)

ماہ مبارک رمضان میں سارے شیاطین کو نہیں جکڑا جاتا، بلکہ شریر اور سرکش شیاطین کو جکڑا جاتا ہے، ان کی جکڑبندی کے باعث بڑے فتنوں اور زیادہ فتنہ سامانیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے، البتہ جو ان سے درجے میں نیچے ہوتے ہیں وہ اپنی کارروائیاں جاری رکھتے ہیں، اسی طرح انسانی نفس امارہ جو اسے بار بار برائیوں، شرارتوں اور گناہوں کی طرف مائل کرتا ہے اس کی کارروائیاں بھی جاری رہتی ہیں، جس کے باعث اس قدر احتیاطی تدابیر کے باوجود انسان سے کچھ ایسے اعمال سرزد ہو جاتے ہیں جو بالکل نہیں ہونے چاہییں تھے، مگر ہو جاتے ہیں، اسی طرح قرآن کریم نے ہمیں بتایا کہ جنوں اور انسانوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو وسوسے ڈالتے ہیں، لوگوں کے دلوں میں ایسی باتیں ڈالتے ہیں جن کے باعث وہ درست ڈگر پر قائم رہنے کی بجائے غلط حرکات کا ارتکاب کر گزرتے ہیں۔

ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی میں شیاطین کو جکڑنے کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے تاکہ یہ روزہ داروں کے دلوں میں وسوسے نہ ڈالیں۔(تحفۃ الاحوذی)

اس روایت میں منادی کی ندا اور پکار کا ذکر فرمایا گیا ہے، یہ منادی رمضان میں نیکی کی طرف رغبت اور شوق رکھنے والے کو نیکی کی طرف بڑھنے کا اعلان کرتا ہے، برائی اور بدی کے خوگر کو اس کی غلط حرکات سے رک جانے کی اپیل کرتا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس منادی (پکارنے والے) سے مراد فرشتہ بھی ہو سکتا ہے اور اس منادی سے مراد وہ شخص بھی ہو سکتا ہے جس کو اللہ خیر کی طرف لانا چاہتے ہیں۔(قوۃ المغتذی شرح ترمذی)

شارح مشکوۃ علامہ ملا علی قاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منادی زبان حال یا بیان مقال کے ساتھ ملک متعال (بلند فرشتے) کی طرف سے کہتا ہے کہ اے خیر کے متلاشی! یعنی عمل اور ثواب کو تلاش کرنے والے، اللہ تعالیٰ کی طرف آجا اور اس کی فرمانبرداری میں آجا، اس کی عبادت اور پرستش میں خوب کوشش کرلے، یہی اللہ کی طرف آنے اور متوجہ ہونے کا وقت ہے، اس پر تجھے تھوڑے عمل کے بدلے زیادہ ثواب اور اجر دیا جائے گا، یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اے خیر کے متلاشی! ہم سے منہ موڑ کر، ہماری طاعت و فرمانبرداری چھوڑ کر، ہماری طرف اور ہماری عبادت کی طرف آجا، اس لیے کہ خیر و بھلائی ساری کی ساری ہماری قدرت اور ہمارے ارادے کے نیچے ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح)

حدیث شریف کے اگلے جملہ کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منادی (پکارنے والا) شر اور گناہ کا ارادہ کرنے والے سے کہتا ہے کہ وہ گناہوں سے رک جائے اور اللہ کی طرف رجوع کرے، اس لیے کہ یہ توبہ کی قبولیت کا وقت ہے، یہ بخشش کی تیاری کا وقت ہے، اور شاید اطاعت کرنے والوں کی تابعداری، گناہ کرنے والوں کی توبہ، کوتاہیوں کا ارتکاب کرنے والوں کا اللہ کی طرف رجوع رمضان المبارک میں انہی دو نداؤں کی وجہ سے ہو، اور اللہ تعالیٰ کی توجہ کا نتیجہ طلب گاروں پر مرتب ہو۔

اسی لیے تو آپ دیکھ رہے ہیں چھوٹے چھوٹے بچے اور چھوٹی چھوٹی بچیاں تک کی بڑی تعداد روزہ داروں کی ہوتی ہے، بلکہ بہت بڑی تعداد ان کی جو نمازیں تو نہیں پڑھتے مگر وہ روزہ کے ساتھ نمازیں بھی ادا کرتے ہیں باوجودیکہ روزہ رکھنا نماز سے بھی زیادہ مشکل کام ہے، روزہ رکھنے سے بدن میں کمزوری آتی ہے، کمزوری کی وجہ

سے عبادت میں سستی پیدا ہوتی ہے، عادةً نیند بہت زیادہ آتی ہے، اس کے باوجود مسجدیں آباد ہوتی ہیں، راتوں کو جاگ کر گزارہ جاتا ہے۔ (مرقاة المفاتیح شرح مشکٰوة)

پھر رمضان المبارک کی ہر رات میں نصیبے والے لوگوں کو دوزخ سے خلاصی اور چھٹکارہ دیا جاتا ہے، یہ سلسلہ پہلی رات سے شروع ہو کر رمضان المبارک کی آخری رات تک جاری رہتا ہے، اور یہ اس ایمان والے کے لیے بڑے قیمتی لمحات ہوتے ہیں کہ وہ اپنے کو محنت و مشقت میں ڈال کر ایسے گروہ میں شامل ہو جائے جن کے لیے دوزخ کے دروازے بند ہوتے ہیں اور پھر انہیں جہنم سے چھٹکارہ بھی ملتا ہے۔

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عاشوراء کی صبح آنحضرت ﷺ نے انصار کے محلوں میں کہلا بھیجا کہ

"جس نے صبح کو کھا پی لیا ہو وہ دن کا باقی حصہ (روزہ دار کی طرح) پورا کرے اور جس نے کچھ کھایا پیا نہ ہو تو وہ روزے سے رہے"

ربیع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر بعد میں بھی ہم اس دن روزہ رکھتے اور اپنے بچوں سے بھی رکھواتے۔ بچوں کو ہم اون کا کھلونا دے کر بہلائے رکھتے۔ جب کوئی کھانے کے لیے روتا تو وہی کھلونا دے دیتے، یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔

(صحیح بخاری:1960، باب صوم الصبیان)

Fb.com/MajlisEilmi

بخاری شریف کے شارح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ حدیث بچوں کو روزے کی مشق کروانے کے مشروع ہونے کی واضح دلیل ہے" (فتح الباري: ص:201 جزء:4)

بچوں کو روزہ رکھنے کی مشق کروائیں!

ماہِ رمضان کی فضیلت

رمضان المبارک مسلمانوں کے لیے مہینوں میں سے بہترین مہینہ ہے، یہی وہ مہینہ ہے جس کی آمد سے پہلے ہی مسلمان اس کی تیاری شروع کر دیتے ہیں، اپنے اموال خرچ کرتے ہیں اور ذہنی طور پر اس مہینے کی آمد کا انتظار کرتے ہوئے عبادت وریاضت کی تیاری کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے پاس تمہارا یہ مہینہ آگیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کے ساتھ، مسلمانوں کے لیے اس سے بہتر کوئی مہینہ مسلمانوں کے پاس سے نہیں گزرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کے ساتھ، یہ مہینہ شروع ہونے سے پہلے (مومن) کا اجر وثواب اور اس کے نوافل لکھ دیے جاتے ہیں اور (منافق) کا گناہوں پر اصرار اور بد بختی اس مہینے کے شروع ہونے سے پہلے لکھ دی جاتی ہے اور یہ اس طرح کہ مومن اس مہینے میں عبادت کے لیے مالی قوت جمع کر لیتا ہے اور منافق مومنوں کی غفلت وبے خبری اور ان کے عیوب ونقائص تلاش کرنے کی تیاری کرتا ہے، پس یہ مہینہ غنیمت ہے، جس سے مومن فائدہ حاصل کرتا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ)

تشریح: منافقین کا نفاق سب سے خطرناک چیز ہے، وہ اپنے نفاق کے باعث ہی ہر دور میں مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے رہے اور انہیں تکلیف دیتے رہے، خصوصاً رمضان شریف میں مسلمان چونکہ دنیا میں زیادہ مشغولیت اختیار نہیں کرتے، بلکہ وہ ساری چیزوں سے توجہ ہٹا کر خالص اللہ کی طرف اپنا رخ موڑ لیتے ہیں، ایسے میں منافقین کو موقع ہاتھ آجاتا ہے، جس کے باعث وہ مسلمانوں کے دنیوی معاملات میں

انہیں نقصان پہنچانے اور تکلیف دینے کی کوشش کرتے ہیں، ان پوشیدہ باتوں کی ٹوہ لگاتے ہیں، جب کہ یہ اس اثناء میں دنیا سے غافل ہوتے ہیں۔

گویا کہ منافقین کے لیے مسلمانوں کا اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے لمحات کسی غنیمت سے کم نہیں ہوتے، وہ اپنے تئیں ان لمحات کو غنیمت خیال کرتے ہوئے درپے آزار ہوتے ہیں، اپنے تئیں وہ اس شر انگیزی کو بہتر خیال کرتے ہیں جب کہ یہ حرکتیں ان کے لیے بہت بری ہیں، کاش کہ اس بات کا انہیں علم ہو، کہ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں ان کے لیے دائمی عذاب تیار کر رکھا ہے اور انہیں اپنے احسان عظیم سے محروم کر دے گا۔

حضرت امام بیہقی کی روایت میں یہاں یغتنمہ الفاجر کی جگہ نقمۃ للفاجر کے الفاظ ہیں، جس کا معنٰی اور مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ منافق سے انتقام لے گا اور اس کے برے اعمال اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کی وجہ سے دردناک عذاب چکھائے گا۔

رہا مسلمان کا معاملہ تو اس کے لیے رمضان المبارک کی یہ گھڑیاں غنیمت کا باعث ہیں کیونکہ وہ رمضان کے دنوں میں روزے رکھتا ہے، رمضان کی راتوں میں تراویح کی نماز ادا کرتا ہے، قرآن کریم سنتا ہے اور پڑھتا ہے، سب سے ہٹ کٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، اللہ کی بندگی اور عبادت میں مشغول ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کسی کے نیک اعمال کو ضائع نہیں فرمائیں گے، بلکہ اس کے نیک اعمال کے صلے میں اسے جنت عطا فرمائیں گے جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، اس کی بیش بہا نعمتوں کو کسی نے سنا نہیں، اس کے خیالات کسی دل پر کبھی کھٹکے نہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا اور اپنی تیار کردہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز فرمائے۔

یہاں اِصر کا لفظ ارشاد فرمایا گیا، اِصر کا معنیٰ گناہ ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی آمد سے پہلے ہی اطاعت گزاروں، نیکوکاروں اور فرمانبرداروں کا اجر لکھتے ہیں جب کہ گناہ گاروں، بد بختوں، سیاہ نصیبوں کی سزا رمضان المبارک کی آمد سے پہلے لکھ دیتے ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ سینوں کے بھید، پوشیدہ باتیں اور چھپی ہوئی چیزیں بھی جانتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ فلاں کیا کرنے والا ہے اور کیا کرے گا۔

اس روایت کی سند کو بعض حضرات نے ابورمانہ کے غلام تمیم کے احوال کے باعث ضعیف قرار دیا ہے، مگر معنیٰ اور مفہوم کے لحاظ سے یہ مضمون دوسری روایات میں بھی موجود ہے۔

ماہ رمضان کی پہلی رات فضل و کرم

ماہ رمضان ایسا برکت والا مہینہ ہے جس کی پہلی رات سے ہی ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا آغاز ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے لیے اس رات میں بخشش و مغفرت کا آغاز کر دیتے ہیں، اپنے کرم و سخاوت کا مینہ برسانا شروع کر دیتے ہیں، اپنے جود و کرم کے دریا بہانے شروع کر دیتے ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ تمہارے پاس آئے گا اور تم استقبال کرو گے، یہ بات تین بار ارشاد فرمائی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! کیا وحی نازل ہونے والی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، انہوں نے عرض کیا کہ کیا کوئی دشمن آنے والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کی پہلی رات میں اس قبلے والے ہر شخص کو معاف کر دے گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے قبلہ کی طرف اشارہ فرمایا، پھر ایک آدمی نے اپنا سر ہلانا شروع کر دیا اور زبان سے واہ واہ کہہ رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا، اے فلاں! اس بات کی وجہ سے تیرا دل تنگ ہوا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ نہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بات سن کر مجھے منافق یاد آنے لگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ منافق تو کافر ہیں اور کافروں کے نصیب میں یہ چیز نہیں ہے۔

رمضان المبارک میں جنت کی تزئین وآرائش

جنت روزہ داروں کے لیے مزین کی جاتی ہے، سنواری جاتی ہے، سجائی جاتی ہے، اسے روزہ داروں کے لیے آراستہ و پیراستہ کیا جاتا ہے، کس انداز میں اسے سجایا، سنوارااور مزین کیا جاتا ہے کوئی انسان اس کی صفات بیان نہیں کر سکتا، کیونکہ جنت میں اللہ تعالیٰ نے وہ کچھ رکھا ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا تک نہیں ہے، کسی کان نے ان نعمتوں کا تذکرہ تک نہیں سنا، کسی دل پر ان کا خیال تک نہیں گزرا۔

ابو مسعود روایت کرتے ہیں کہ ابوالخطاب غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن فرمارہے تھے اور یہ وہ وقت تھا جب رمضان المبارک کا چاند نظر آگیا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر بندوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت تمنا کرے کہ پورا سال ہی رمضان ہو، بنی خزاعہ کے ایک آدمی نے کہا، یا نبی اللہ! ہمیں بیان کیجیے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، رمضان کے لیے جنت کو سال کے ایک سرے سے دوسرے سرے (پورا سال) تک سجایا جاتا ہے۔

جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے، جس سے جنت کے درختوں کے پتے بجنے لگتے ہیں، پھر حور العین اس کی طرف دیکھنے لگتی ہے، پھر وہ کہنے لگتی ہے کہ اے میرے رب! اس مہینے میں اپنے بندوں میں سے ہمارے لیے خاوند بنا، تاکہ ہم ان کے ساتھ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں اور وہ ہم سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔

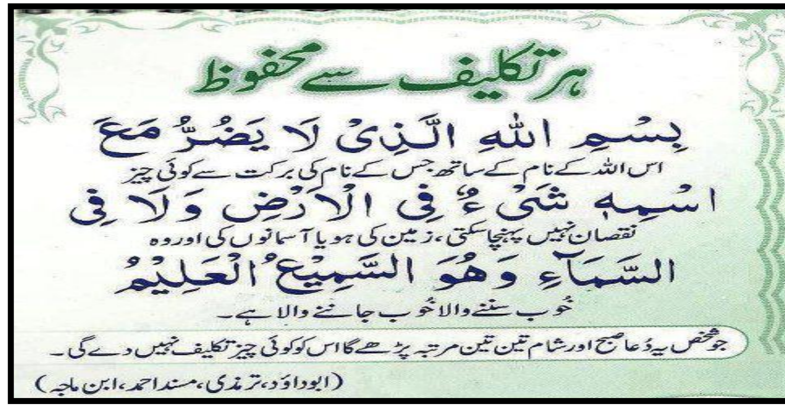
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو بندہ بھی رمضان کا روزہ رکھے گا تو اس کی شادی حور العین کے ساتھ کرائی جائے گی، وہ حور موتی کے بنے خیمہ میں ہو گی، جیسا کہ

قرآن کریم نے ان حوروں کی صفت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حوریں خیموں میں بند ہیں، ہر عورت پر ستر جوڑے ہوں گے، ایک جوڑا دوسرے جوڑے کے رنگ کی طرح نہیں ہوگا، خوشبو کے ستر رنگ دیے جائیں گے، ایک خوشبو کا رنگ دوسری خوشبو کے رنگ کی طرح نہیں ہوگا۔

ان میں سے ہر عورت کی خدمت کے لیے ستر ہزار خادمائیں ہوں گی، اور ستر ہزار خادم ہوں گے، ہر خادم کے پاس سونے کا ایک پیالہ ہوگا، اس پیالے میں کھانے کا رنگ ہوگا، اس کے آخری لقمہ کی لذت ایسی ہوگی جو پہلے لقمہ سے مختلف ہوگی۔

ان میں سے ہر عورت کے لیے سرخ یاقوت سے بنے ستر ہزار پلنگ ہوں گے، ہر پلنگ پر ستر ہزار بستر ہوں گے، جن کے استر موٹے ریشم کے ہوں گے، ہر بستر پر ستر آراستہ تکیے ہوں گے۔

ان کے خاوندوں کو سرخ یاقوت کے پلنگ جو موتیوں کی جھالر سے مزین ہوں گے، پر اس طرح کی نعمتیں عطا کی جائیں گی، ان کا خاوند سونے کے دو کنگن پہنے ہوگا، یہ انعامات رمضان کے ہر روزے کے بدلے میں ہوں گے، اس کے علاوہ جو نیکیاں کی ہوں گی ان کا صلہ الگ ہوگا۔



ماہ رمضان کے فضائل

حضرت علی بن زید بن جدعان، حضرت سعید بن المسیب اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کے آخری روز خطاب کیا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے لوگو! تم پر ایک عظیم الشان برکت والا مہینہ جلوہ فگن ہو رہا ہے، اس مہینہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے کو فرض قرار دیا ہے، اس کے رات کے قیام کو نفل قرار دیا ہے، جو شخص اس مہینے میں کوئی نیک کام کر کے اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے وہ ایسے ہے جیسے اس کے علاوہ اس نے فرض ادا کیا ہو، جس نے اس مہینے میں کوئی فرض ادا کیا ہو وہ ایسے ہے جیسے رمضان کے علاوہ میں ستر فرض ادا کیے ہوں۔

یہ صبر والا مہینہ ہے، اور صبر کا ثواب جنت ہے، یہ غم خواری کا مہینہ ہے، اس مہینہ میں مومن بندے کا رزق زیادہ ہوتا ہے، جس شخص نے اس مہینے میں روزہ افطار کروایا تو یہ روزہ کی افطاری اس کے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے، اور اس کی جہنم سے خلاصی کا ذریعہ ہے، جب کہ اسے روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں ہوگا۔

صحابہ کرام نے عرض کیا، ہم میں سے ہر کوئی وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ دار کو روزہ افطار کروائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ثواب تو اللہ اس شخص کو بھی دے گا جو کسی روزہ دار کو ایک کھجور، یا ایک گھونٹ پانی، یا دودھ کی تھوڑی سی لسّی کے ساتھ ہی افطار کروائے، اور یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کے ابتدائی دس دن رحمت ہیں، درمیانی

دس دن مغفرت کے ہیں، اور آخری دس دن جہنم سے آزادی کے ہیں، جو شخص اس مہینے میں اپنے مملوک (خادم یا غلام) کے کام میں تخفیف کرے گا اللہ تعالیٰ اسے معاف کردے گا، اور اسے جہنم سے آزادی عطا فرمائے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس مہینہ میں چار کام بہت زیادہ کرو، دو کاموں سے تم اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرلوگے، اور دو کاموں سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے، بہر حال وہ دو خصلتیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرلوگے وہ اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور اس سے گناہوں کی بخشش طلب کرنا ہے، اور دو کام وہ جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے وہ یہ ہیں کہ تم اللہ سے جنت کا سوال کرو، اور اللہ سے دوزخ کی پناہ مانگو، جس شخص نے اس مہینے میں روزے دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض میں سے پانی پلائے گا، پھر اسے جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

تشریح۔ اس طویل روایت کا ابتدائی حصہ امام بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں نقل فرمایا ہے، مولانا منظور نعمانیؒ نے اپنی معارف الحدیث میں بھی نقل فرمایا ہے، مولانا محمد زکریاؒ نے فضائل رمضان میں بھی نقل فرمایا ہے، صحیح ابن خزیمہ میں بھی نقل کیا گیا ہے، مگر اس کا وہ حصہ جس میں اس مہینہ میں چار کاموں کو کثرت سے کرنے کا ذکر ہے وہ صرف صحیح ابن خزیمہ میں نقل کیا گیا ہے، اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ہے جس پر محدثین ضعف کا حکم لگاتے ہیں۔

رمضان المبارک کی اہمیت، فضیلت اور مقام کو بڑھاوا دینے کے لیے قرآنی آیات میں واضح پیغام موجود تھا، پھر رحمت دو عالم ﷺ نے رمضان کی آمد سے ایک روز پہلے اس کے بارے میں آگاہ فرما کر اس کی عظمت و مقام کو مزید چار چاند لگا دیے، آپ

ﷺ نے جس اہتمام سے رمضان المبارک کی فضیلت بیان کی اس سے ہر صاحب ایمان کو اندازہ ہو جانا چاہیے کہ یہ مہینہ کتنی بڑی شان والا مہینہ ہے۔

روزہ: رمضان المبارک کے دن میں روزہ رکھنے کی فضیلت اور اہمیت نہ صرف یہ کہ حدیث نبوی شریف میں بیان کی گئی ہے بلکہ حدیث قدسی میں یہ کہہ کر اس کو مزید فضیلت سے نوازا گیا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا اور بدلہ ہوں۔

شب قدر: اس حدیث شریف میں رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات کا ذکر کیا گیا ہے، جس کو لیلۃ القدر کہا جاتا ہے، کہ یہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، ایک ہزار مہینے کو کلکولیٹر پر لے جائیں تو تیس ہزار راتیں بنتی ہیں، تیس ہزار راتیں ایک بندہ عبادت کرتا رہے تو وہ ایک طرف جب کہ اس رات میں عبادت ان تیس ہزار راتوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔

جس رات کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے اس کی عظمت شان کا اسی بات سے اندازہ لگا لیا جائے کہ قرآن کریم کے آخری پارے میں باقاعدہ اس کے نام پر ایک سورۃ بھی موجود ہے جسے سورۃ القدر کہا جاتا ہے، اس سورۃ میں بھی اس رات کو ہزار مہینوں سے بہتر فرمایا گیا ہے، اس رات کے اور بھی بہت سے فضائل ہیں۔

تراویح سنت مؤکدہ: نبی کریم ﷺ نے رمضان کے روزہ سے متعلق فرمایا کہ یہ فرض ہے، حضرات محدثین کرام رحمہم اللہ نے فرمایا کہ فرض سے مراد فرض قطعی ہے، جب کہ اس کی راتوں کے قیام کو تطوع قرار دیا ہے، تطوع کی شرح محدثین کرام نے سنت مؤکدہ سے فرمائی ہے، ملا علی قاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ شارح مشکوۃ فرماتے ہیں کہ اس ماہ کی راتوں کا قیام تطوع ہے یعنی سنت مؤکدہ ہے۔(مرقاۃ شرح مشکوۃ)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے اس کے روزہ کو فرض کیا اور اس کے قیام یعنی تراویح کو سنت کیا، اس سے معلوم ہوا کہ تراویح کا ارشاد خود حق سبحانہ وتقدس کی طرف سے ہے، پھر جن روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا کہ میں نے سنت کیا، اُن سے مراد تاکید ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تاکید بہت فرماتے تھے، اسی وجہ سے سب ائمہ اس کے سنت ہونے پر متفق ہیں۔ (فضائل اعمال ۶۳۸) روافض تراویح کے منکر ہیں۔ (برہان)

حضرت مولانا الشاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ما ثبت بالسنہ میں بعض کتب فقہ سے نقل کیا ہے کہ کسی شہر کے لوگ اگر تراویح چھوڑ دیں تو اس کے چھوڑنے پر امام ان سے مقاتلہ کرے۔

اس جگہ خصوصیت سے ایک بات کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ بہت سے لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ جلدی سے کسی مسجد میں آٹھ دس دن میں کلام مجید سن لیں، پھر چھٹی، یہ خیال رکھنے کی بات ہے کہ یہ دو سنتیں الگ الگ ہیں۔

تمام کلام اللہ شریف کا تراویح میں پڑھنا یا سننا یہ مستقل سنت ہے اور پورے رمضان شریف کی تراویح مستقل سنت ہے، پس اس صورت میں ایک سنت پر عمل ہوا اور دوسری رہ گئی، البتہ جن لوگوں کو رمضان المبارک میں سفر وحضر وغیرہ یا کسی اور وجہ سے ایک جگہ تراویح پڑھنی مشکل ہو ان کے لیے مناسب ہے کہ اول قرآن شریف چند روز میں سن لیں تاکہ قرآن شریف ناقص نہ رہے۔

پھر جہاں وقت ملا اور موقع ہوا وہاں تراویح پڑھ لی کہ قرآن شریف بھی اس صورت میں ناقص نہیں ہوگا اور اپنے کام کا بھی حرج نہیں ہوگا۔ (فضائل رمضان)

نفلی اور فرض نیکی :رمضان کے فضائل کے دوران آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس مہینہ میں نفلی نیکی کرے گا بغیر رمضان میں کی جانے والی فرض نیکی کے برابر اسے اجر ملے گا، اور فرض نیکی کرنے والوں کو غیر رمضان میں ستر فرضوں جتنی نیکیوں کا ثواب ملے گا، گویا رمضان المبارک کی نیکیاں چاہے رات میں کی جائیں یا دن میں کی جائیں باقی دنوں کی ستر نیکیوں کے برابر ہیں۔

صبر کا مہینہ :آپ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان صبر و غم خواری کا مہینہ ہے، صبر کا معنٰی ہے اللہ تعالٰی کو خوش کرنے کی غرض سے اپنی خواہشات کو دبا کر رکھنا، تلخیوں اور ناگواریوں کو برداشت کرنا، روزہ دار کو احساس ہوتا ہے کہ بھوکا اور پیاسا رہنا کتنا مشکل کام ہے، مگر وہ اللہ کی خاطر کھاتا پیتا نہیں ہے، بلکہ صبر کے ساتھ وہ اس وقت کو گزارتا ہے جس میں کھانے پینے سے رکنے کا حکم دیا گیا ہے۔

غم خواری کا مہینہ :جب روزہ دار کو فاقہ میں احساس ہوتا ہے کہ بھوک کیسی چیز ہے؟ تو پھر اسے فقر و مستی میں رہنے والوں کا غم پیدا ہوتا ہے، جو سال کے زیادہ مہینوں میں بھوک و پیاس میں رہتے ہیں، اس کے دل میں غریبوں کی ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے، پھر وہ اپنے مال سے ان کی دلجوئی کرتا ہے، غم خواری کرتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غم خواری کا مہینہ یعنی غرباء اور مساکین کے ساتھ مدارات کا برتاؤ کرنا، اگر دس چیزیں اپنی افطاری کے لیے تیار کی ہیں تو دو چار غرباء کے لیے بھی کم از کم ہونی چاہییں، ورنہ اصل تو یہ تھا کہ ان کے لیے اپنے سے افضل نہ ہوتا تو مساوات ہی ہوتی، غرض جس قدر بھی ہمت ہو سکے اپنے افطار و سحر کے کھانے میں غرباء کا حصہ بھی ضرور لگانا چاہیے، صحابہ کرامؓ امت کے لیے عملی نمونہ اور دین کے ہر جزو کو اس قدر واضح طور پر عمل فرما کر دکھلا گئے کہ

اب ہر نیک کام کے لیے ان کی شاہراہ عمل کھلی ہوئی ہے، ایثار و غم خواری کے باب میں ان حضرات کا اتباع بھی دل گردہ والے کا کام ہے، سینکڑوں ہزاروں واقعات ہیں جن کو دیکھ کر بجز حیرت کے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔(فضائل اعمال ۶۴۲)

رمضان میں رزق کا بڑھنا: اس میں بھی کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ رمضان المبارک میں مومن بندے کا رزق بڑھ جاتا ہے، اس کا تجربہ ہر اس شخص کو ہوگا جو روزہ رکھتا ہے، افطار کے وقت کتنی چیزیں اس کے سامنے آتی ہیں جو روزہ کے بغیر سامنے نہیں آتیں، باقی گیارہ مہینوں میں رزق کی وہ فراوانی اس کے دستر خوان پر دیکھنے کو نہیں ملتی جو رمضان میں ملتی ہے۔

رمضان کے تین عشرے: آپ ﷺ نے رمضان کے تیس ایام کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے ابتدائی دس دن رحمت کے ہیں، دوسرے دس دن مغفرت کے ہیں اور آخری دس دن جہنم سے نجات کے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بندہ ناچیز کے خیال میں تین حصے رحمت اور مغفرت اور آگ سے خلاصی کے درمیان میں فرق یہ ہے کہ آدمی تین طرح کے ہیں، ایک وہ لوگ جن کے اوپر گناہوں کا بوجھ نہیں، ان کے لیے شروع سے رحمت اور انعام کی بارش شروع ہو جاتی ہے، دوسرے وہ لوگ جو معمولی گناہ گار ہیں، ان کے لیے کچھ حصہ روزہ رکھنے کے بعد ان روزوں کی برکت اور بدلہ میں مغفرت اور گناہوں کی معافی ہوتی ہے، تیسرے وہ جو زیادہ گناہ گار ہیں، ان کے لیے زیادہ حصہ روزہ رکھنے کے بعد آگ سے خلاصی ہوتی ہے اور جن لوگوں کے لیے ابتدا ہی سے رحمت تھی اور ان کے گناہ بخشے بخشائے تھے ان کا تو پوچھنا ہی کیا کہ ان کے لیے رحمتوں کے کس قدر انبار ہوں گے۔(فضائل اعمال ۵۴۴)

ماتحتوں کے لیے آسانی :اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ترغیب دلائی ہے کہ جن لوگوں کے ماتحت اور لوگ کام کرتے ہیں، جن کو اللہ نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ ان کی زیر نگرانی بہت سے ہاتھ کام میں لگے ہوئے ہیں، یہ لوگ اپنے خادموں، اپنے ماتحتوں اور ملازموں پر رمضان المبارک میں تخفیف کریں، اگر کام بہت زیادہ ہو تو رمضان میں ایک کی جگہ دو ملازم رکھ لیں تاکہ ایک ہی آدمی پر سارے کام کا بوجھ نہ پڑے، اگر ایسا نہیں کرتا تو کم از کم اس روزہ دار کے لیے کام میں آسانی کر دے جو روزہ کی حالت میں مشقت اٹھا کر کام کر رہا ہے، نبی کریم ﷺ کے اس فرمان عالی شان کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو شخص ایسا کرے گا وہ اللہ کی کس قدر مہربانیوں کا مستحق ہو گا انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔

رمضان میں چار کاموں کی کثرت :آپ ﷺ نے رمضان میں چار کام زیادہ کرنے کا حکم فرمایا ہے، ان میں کلمہ شریف کا وِرد بھی ہے، یہ چند الفاظ کا مجموعہ ہے، دیکھنے والے اور پڑھنے والے کے لیے اس کی ادائیگی کوئی مشکل کام نہیں ہے، اسے ہمارے نبی ﷺ نے افضل الذکر بتایا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا اللہ! مجھے کوئی ایسی دعا بتا دیجیے جس سے میں آپ کو یاد کروں اور دعا کروں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کہا کرو، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں، میں تو کوئی دعا یا ذکر مخصوص چاہتا ہوں، اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان کے آباد کرنے والے میرے سوا یعنی ملائکہ اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھ دیے جائیں اور دوسرے میں کلمہ طیبہ رکھ دیا جائے تو وہی جھک جائے گا۔(مشکوۃ

اس کلمہ کو سو بار کہنے والے شخص کا چہرہ قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی طرح دمک رہا ہو گا، یہی وہ کلمہ ہے کہ کسی مسلمان بچے کو ابتدائی طور پر سکھایا جاتا ہے، یہی وہ کلمہ ہے جب جانے والا دنیا سے روانہ ہو رہا ہوتا ہے تو اسے تلقین کیا جاتا ہے، یہی وہ کلمہ ہے جس کے بارے میں کہا گیا کہ جس شخص کا اول کلمہ لاالہ الا اللہ ہو اور آخر کلمہ لاالہ الا اللہ ہو وہ ہزار سال بھی زندہ رہے تو ان شاء اللہ اس سے کسی گناہ کا مطالبہ نہیں ہو گا۔

یہی وہ کلمہ ہے جب یہ کسی دنیا سے جانے والے کا آخری کلام بن جائے تو وہ جنت میں داخل ہو گا، جس کا آخری کلام یہی کلمہ ہو گا وہ دوزخ میں نہیں جائے گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مردوں کو کلمہ کا توشہ دیا کرو۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرتا ہے، بوقت موت ایک فرشتہ اس کے پاس آتا ہے جو شیطان کو اس سے دور کرتا ہے اور اسے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کی تلقین کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لاالہ الا اللہ سے کوئی عمل آگے نہیں بڑھ سکتا اور نہ ہی کلمہ کسی گناہ کو چھوڑ سکتا ہے۔(ابن ماجہ)

نبی کریم ﷺ نے ایمان کے ستر سے کچھ اوپر شعبے بیان فرمائے ہیں، ان میں ایک اور سب سے افضل لاالہ الا اللہ کا پڑھنا ہے۔

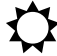
کلمہ کے بعد بہت زیادہ استغفار کرنے کی ترغیب دی، استغفار کا معنٰی ہے بخشش مانگنا، معافی مانگنا، قرآن کریم میں بھی کئی مقامات پر استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، سورۃ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کا فرمان نقل کیا گیا کہ وہ اپنی قوم کو کہتے تھے لوگو! اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرو وہ بہت زیادہ گناہ معاف کرنے والا ہے، اس استغفار پر

تمہیں آسمان کی طرف سے بارشیں ملیں گی جو لگاتار ہوں گی، دوسری بات جو استغفار کرنے سے ہو گی وہ یہ کہ اللہ تمہیں مال سے سرفراز فرمائے گا، تیسری چیز جو استغفار سے ملے گی وہ اولاد کی نعمت ہے، یہ تین چیزیں استغفار کی بدولت اس دنیا میں ملیں گی، جب کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائے گا اور جنت بھی ایسی جس میں نہریں رواں دواں ہوں گی۔(القرآن سورۃ نوح)

حدیث شریف میں ہے جو شخص استغفار کو لازم رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے راستہ نکال دے گا، اسے ہر غم سے خلاصی عطا فرمادیتے ہیں، اور اللہ اسے وہاں سے رزق پہنچاتے ہیں جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

حدیث میں ہے کہ آدمی گنہ گار تو ہوتا ہی ہے مگر بہترین گناہ گار وہ ہے جو توبہ کرتا رہے، ایک حدیث شریف میں ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے، اگر توبہ کرتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے، ورنہ باقی رہتا ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے جنت مانگنے اور دوزخ سے پناہ چاہنے کی ترغیب دی ہے، جنت اور دوزخ دونوں پیدا ہو چکی ہیں، جنت اللہ کی رحمت والی جگہ ہے جب کہ دوزخ عذاب و سزا کی جگہ ہے، جنت میں وہ لوگ جائیں گے جو دنیا میں اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کے احکامات کی پیروی کرتے رہے، دوزخ میں اللہ کے نافرمان جائیں گے، چاہے یہ نافرمان مسلمان ہوں یا کافر، مگر مسلمان سزا بھگتنے کے بعد نکال لیے جائیں گے جب کہ کافر اور مشرک ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں دوزخ کی ہولناکی سے پناہ عطا فرمائے۔آمین



رمضان میں عبادت

ماہ مبارک رمضان میں عبادت میں کوشاں شخص پر اللہ تعالیٰ مہربان ہو جاتا ہے، وہ اپنی مہربانی، رحمت اور رأفت سے ماہ مبارک کے اختتام پذیر ہونے سے پہلے ہی عبادت وریاضت میں منہمک اس خوش نصیب کے لیے بخشش اور مغفرت کا پروانہ لکھ دیتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ منبر پر چڑھے تو آپ ﷺ نے فرمایا، آمین، آمین، آمین آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! آپ ﷺ یہ کام اس سے پہلے نہیں کیا کرتے تھے (آج کیا ہوا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے جبریل نے کہا کہ اللہ بندے کی ناک خاک آلود کرے یا یہ فرمایا کہ ہلاک ہو جائے (یا اللہ کی رحمت سے دور ہو جائے) وہ بندہ کہ رمضان مبارک آجائے اور اس کی بخشش نہ کی جائے، اس پر میں نے کہا، آمین، پھر جبریل نے کہا کہ اس بندہ کی ناک خاک آلود ہو جائے یا وہ ہلاک ہو جائے جس نے اپنے والدین کو پایا یا دونوں میں سے ایک کو پایا مگر وہ اسے جنت میں داخل نہ کراسکے تو میں نے کہا آمین، پھر جبریل نے کہا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جائے یا وہ ہلاک ہو جائے جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے پھر وہ آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے تو میں نے کہا، آمین

تشریح: روایات کے مطابق آپ ﷺ نے منبر کی تین سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہوئے آمین آمین آمین تین بار فرمایا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے منبر سے اترنے کے بعد ایسا کرنے پر سوال کر دیا کہ اس سے پہلے تو آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا جس طرح

آج کیا ہے، تو آپ ﷺ نے ان کے سوال کا جواب دیا اور آج خلاف معمول ایسا کرنے کی وجہ بڑی وضاحت سے ارشاد فرمادی، جسے سن کر سننے والوں کے لیے پھر سوال کرنے کی گنجائش نہیں رہی۔

جبریل بددعا پر آمین مصطفیٰ: تین بار آپ ﷺ نے جو آمین کہا تو وہ جبریل امین کی بددعا پر کہا، جبریل آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ اس وقت منبر پر جلوہ افروز ہونے والے تھے، اسی اثناء میں جب آپ ﷺ ایک ایک سیڑھی پر مبارک قدم رکھ رہے تھے تو جبریل بددعا کر رہے تھے، آپ ﷺ آمین کہہ رہے تھے، ذی عقل و فہم خود ہی اندازہ لگا سکتا ہے کہ جبریل علیہ السلام کا اللہ کے ہاں کیا مرتبہ اور مقام ہے، وہ بڑے چار فرشتوں میں سے ایک ہے، وہ اللہ کے مقربین فرشتوں میں شمار ہوتا ہے، اس کی بددعا ہی کیا کم تھی کہ آپ ﷺ جیسے اولوالعزم رسول، اللہ کے انتہائی مقرب نبی، خاتم الانبیاء والمرسلین اس پر آمین کہیں تو اس بددعا کے قبول ہونے میں کیا چیز رکاوٹ بن سکتی ہے۔

بدنصیب اول: اس بددعا کی روشنی میں وہ شخص بدنصیب اول ہے جس کے سامنے رمضان المبارک کا ایک ایک لمحہ یونہی گزر جائے، رمضان کی راتیں گزر جائیں مگر وہ ان کو یونہی بیکار گزرنے دے، ان میں آسمانوں سے برسنے والی رحمتوں کی بارش کو وہ سمیٹ نہ سکے، اللہ کی طرف سے ہونے والی مہربانیوں کی وہ پرواہ تک نہ کرے، رب کی طرف سے بخشش کا انتظار ہونے کے باوجود یہ بخشش نہ کرواسکے، رات کو تراویح پڑھ سکا، نہ اس میں قرآن کریم سن سکا، دن کو روزہ رکھ سکا اور نہ روزے کا احترام کر سکا، تلاوت سے ایمان وایقان کو جلا بخش سکا نہ دل ودماغ کو مسرور و منور کر سکا، تو ایسے شخص کی بدنصیبی میں کیا شبہ ہو سکتا ہے، جس کے خلاف جبریل امین بددعا کریں اور رحمت للعالمین آمین کہیں۔

ابتدائی ایام رحمتیں سمیٹنے کے تھے وہ نہ سمیٹ سکا، درمیانی ایام مغفرت کے تھے وہ بخشش نہ کرواسکا، آخری ایام جہنم سے رستگاری کے تھے وہ جہنم سے خلاصی نہ کرواسکا، اول رات میں بخشش کا سامان تھا وہ نہ کرواسکا، آخری رات تک اسے ندائیں ہوتی رہیں کہ وہ اپنی بخشش کروالے مگر وہ بے پرواہ رہا، اس نے بے اعتنائی کی اور بخشش نہ کرواسکا، اس لیے یہ شخص محروم رہا، اس کی ناک خاک آلود ہو گئی، یہ رسوا ہو گیا، علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعُد کا معنٰی ہلک کیا ہے کہ وہ ہلاک ہو گیا، حدیث کے ظاہری الفاظ کو ظاہر پر ہی رکھا جائے تو اس کا معنٰی اللہ کی رحمت سے دور ہو گیا۔

بدنصیب ثانی۔ دوسرا بدنصیب جس کے لیے جبریل علیہ السلام نے بددعا کی اور مصطفٰے کریم ﷺ نے آمین کہی وہ شخص ہے جس کے سامنے نبی کریم ﷺ کا نام پاک آئے اور اس کی زبان سے آپ ﷺ پر درود شریف نہ پیش کیا جائے، درود شریف وہ عظیم الشان دعا ہے جو آپ ﷺ کے لیے کی جاتی ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ اللہ اور اللہ کے فرشتے نبی ﷺ پر درود شریف بھیجتے ہیں، ایمان والو! تم بھی نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجو۔

اندازہ لگانا آسان ہے کہ جو کام اللہ کریں، اللہ کے فرشتے کریں وہ کس قدر اہمیت والا کام ہو گا، پھر جس کا حکم اللہ پاک دیں اس کی اہمیت کس قدر ہو گی، پھر نبی کریم ﷺ کے ارشادات عالیہ کثرت سے آئے ہیں جن میں درود شریف کے فضائل بیان کیے گئے ہیں، درود شریف نہ پڑھنے والوں کے لیے سخت کلمات استعمال کیے گئے ہیں، اور یہاں دیکھا جائے کہ جبریل علیہ السلام جیسا مقرب فرشتہ اس شخص پر بددعا کرے اور نبی کریم ﷺ آمین کہیں۔

آپ ﷺ نے ایسے شخص کو شقی (بدبخت) بخیل ترین قرار دیا جو آپ ﷺ پر درود نہیں بھیجتا، وہ شخص جو درود شریف نہیں پڑھتا وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا،

وہ شخص بددین ہے جو درود شریف نہیں پڑھتا، یہاں تک آتا ہے کہ درود شریف نہ پڑھنے والا نبی کریم ﷺ کا چہرہ نہیں دیکھ پائے گا۔

بندہ ناچیز نے صلاۃ وسلام علی سیدالانام اور زاد محمود فی فضائل درود نامی دو کتابوں میں بہت ہی اچھے طریقے سے ان دلائل، ان روشن فرامین کو کسی نگینہ کی طرح سجادیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطافرمائے۔

بدنصیب ثالث: قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں والدین کی بڑی شان اور بڑا مقام بیان کیا گیا ہے، ان کے ساتھ حسن سلوک رکھنے کی تعلیمات موجود ہیں، زندہ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور دنیا سے چلے جانے والے والدین کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے یہ سب کچھ تعلیمات اسلامیہ میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دے کر اس بات کی اہمیت واضح کردی کہ ماں باپ کا کیا مقام اور مرتبہ ہے۔

سورۃ لقمان میں تو یہاں تک واضح کردیا کہ اگر کسی کے ماں باپ کافر ہوں، وہ اپنی اولاد کو شرک کی تعلیم دیتے ہوں تو شرکیہ تعلیم میں ان کی بات نہ مانی جائے مگر اس کے باوجود ان کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھا جائے، نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں کافرہ ماں کے ساتھ بھی اچھا سلوک روا رکھنے کی ہدایات دی گئی ہیں، حضرت اسماء نے اپنی کافرہ ماں کے مدینہ شریف آکر بیٹی سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا، حضرت اسماء نے نبی کریم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا کہ کیا وہ اپنی کافرہ ماں سے ملاقات کرسکتی ہیں اور انہیں کچھ عطیہ ہدیہ کرسکتی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے نہ صرف حضرت اسماء کو اپنی کافرہ ماں سے ملنے کی ہدایت کی بلکہ اس کو ہدیہ تحفہ دینے کا بھی فرمایا۔

یہ وہ زمانہ تھاجب نبی کریم ﷺ اور قریش مکہ کے درمیان حدیبیہ کے مقام پر ایک معاہدہ طے پا گیا تھا، حضرت اسماء کی والدہ اپنے مشرکانہ مذہب پر قائم تھیں، سفر کر کے اپنی بیٹی اسماء کو ملنے مدینہ شریف آئیں، تو حضرت اسماء نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ ان کی ماں ان کے پاس آئی ہے اور وہ کچھ خواہش مند بھی ہے، تو کیا میں اس کی خدمت کروں؟ آپ ﷺ نے حضرت اسماء کو اجازت دی کہ ہاں اس کی خدمت کرو، اور اس کے ساتھ وہ سلوک کرو جو ایک بیٹی کو ماں کے ساتھ کرنا چاہیے۔

اس عورت کا نام قتیلہ بنت عبدالعزیٰ تھا، اس کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں طلاق دے کر الگ کر دیا تھا، دور اسلام میں یہ ان کی بیوی نہیں تھی، اپنے پرانے مشرکانہ طریقہ پر ہی قائم رہی، صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں کافروں کو مدینہ اور مسلمانوں کو مکہ جانے کی آزادی مل گئی تو حضرت اسماء کی یہ ماں اپنی بیٹی کے پاس مدینہ شریف آئی تھی، جس کے ساتھ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھ کر عمدہ سلوک کیا تھا۔

یہاں اس بدنصیب شخص کے خلاف جبریل بددعا کر رہے ہیں جس کے والدین یا والدین میں سے کوئی ایک، ماں یا باپ زندہ ہو، بڑھاپے کو پہنچ جائیں اور یہ ان کی خدمت کر کے جنت کا حق دار نہ بن جائے۔

اچھی اولاد کی نشانی یہ ہے کہ وہ ماں باپ کا دل جیت لیتی ہے، انہیں خوش رکھتی ہے، ان کے مزاج کے مطابق کام کرتی ہے، ان کی دل آزاری، بے ادبی، گستاخی، بے اکرامی نہیں کرتی، ان کے ساتھ تکبر کے ساتھ پیش نہیں آتی، ان کی تحقیر، توہین اور تذلیل نہیں کرتی، اچھی اولاد اپنے ماں باپ کے سامنے اف تک نہیں کرتی، جس سے انہیں پریشانی لاحق ہو، والدین کے سامنے نرم لب و لہجے میں بات کرتی ہے۔

اگر کوئی اولاد دین دار ہو اور ماں باپ بے دین ہوں تو انہیں اچھی باتوں کی تلقین ادب و احترام کے دائرے میں رہ کر کرتی رہے، ان کو بے دین اور جاہل سمجھ کر بد سلوکی اور بے اکرامی نہ کرے۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں والدین میں سے ماں کے ساتھ حسن سلوک کی زیادہ تاکید کی گئی ہے، اس کے بعد والد کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے، ماں کے بارے میں فرمایا گیا کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے، جب کہ باپ کو جنت کا درمیانی دروازہ قرار دیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ماں اور باپ کو اولاد کے لیے جنت یا دوزخ قرار دیا ہے، ان کی رضا اور خوشنودی حاصل کر کے اولاد جنت جا سکتی ہے جب کہ ان کی نافرمانی، ان کی بے اکرامی کر کے دوزخ جا سکتی ہے، اس لیے خوش نصیب کے لیے یہ بات ضروری قرار دی گئی کہ وہ اپنے ماں باپ کی موجودگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے لیے جنت جانے کا سامان جمع کر لے۔

تابعدار بیٹے کا ماں باپ کی طرف محبت و شفقت کی ایک نظر ڈالنے کو مقبول حج کے ثواب برابر قرار دیا گیا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ شرک کے علاوہ وہ جس گناہ کو چاہے گا معاف کر دے گا، شرک کے بعد ماں باپ کی بے ادبی، بے اکرامی اور نافرمانی ایسا جرم ہے کہ جب تک ماں باپ کے اس گستاخ کو دنیا میں سزا نہیں مل جاتی تب تک اسے موت نہیں آئے گی۔



سیدنا عمیرؓ کے جواب نے امیر المومنین کو لاجواب کر دیا، لہذا فرمایا، اگر تم اس عہدہ کو قبول نہیں کر سکتے تو پھر میری طرف سے اجازت ہے کہ تم اپنے گھر والوں کے ساتھ رہو، چنانچہ یہ مدینہ طیبہ سے تین دن کی مسافت کی دوری پر ایک بستی میں جہاں ان کے اہل و عیال رہتے تھے جا کر مقیم ہو گئے۔

کچھ دنوں کے بعد امیر المومنینؓ نے ایک سو اشرفی ایک تھیلی میں بند کر کے اپنے ایک ساتھی حبیب کو یہ کہہ کر دی کہ تم عمیرؓ کے مکان پر تین دن تک مہمان بن کر رہو، پھر تیسرے دن یہ تھیلی میری طرف سے ان کی خدمت میں پیش کر کے کہہ دینا کہ وہ ان اشرفیوں کو اپنی ضروریات میں خرچ کریں۔

حبیب امیر المومنین کی ہدایت کے مطابق ان اشرفیوں کی تھیلی کو لے کر سیدنا عمیرؓ کے مکان پر پہنچے اور امیر المومنین کا سلام عرض کیا، آپ نے سلام کا جواب دینے کے بعد امیر المومنین کی خیریت پوچھی اور ان کی حکمرانی کے بارہ میں دریافت کیا اور پھر امیر المومنین کے لیے دعائیں کیں۔

سیدنا حبیبؓ تین روز تک ان کے مکان پر بطور مہمان مقیم رہے اور ہر روز کھانے میں دونوں وقت ایک روٹی اور زیتون کا تیل انہیں ملتا رہا، تیسرے روز

سیدنا عمیرؓ نے انہیں فرمایا، حبیب! اب تمہاری مہمانی کی مدت ختم ہوگئی، لہذا آج تم اپنے گھر جاسکتے ہو، ہمارے گھر میں اتنا ہی خوراک کا سامان تھا، جو ہم نے خود بھوکے رہ کر آپ کو کھلا دیا۔

یہ سن کر حبیبؓ نے سیدنا عمر فاروق کی ہدایت کے مطابق اشرفیوں کی تھیلی انہیں پیش کر دی، اور کہا امیر المومنین نے آپ کے اخراجات کے لیے یہ تھوڑی سی رقم بھیجی ہے، آپ نے تھیلی ہاتھ میں لے کر ارشاد فرمایا۔

حبیب! میں سرکار دوعالم ﷺ کی صحبت سے سرفراز ہوا، لیکن اس وقت دنیا کی دولت سے میرا دامن کبھی داغدار نہیں ہوا، پھر میں نے امیر المومنین سیدنا ابو بکر کی صحبت اٹھائی، لیکن ان کے عہد میں بھی دولتِ دنیا کی آلودگیوں سے محفوظ رہا، لیکن یہ زمانہ میرے لیے بدترین دور ثابت ہوا کہ میں امیر المومنین کے حکم سے مجبور ہو کر بادلِ نخواستہ حمص کا گورنر بنا اور اب امیر المومنین نے یہ دنیا کی دولت میرے گھر میں بھیج دی ہے۔

ابھی اتنے الفاظ ہی کہے تھے کہ ان کی آواز بھرا گئی اور پھر زار و قطار رونے لگے، ان کے آنسوؤں کی دھار ان کے رخساروں پر بہنے لگی اور انہوں نے اشرفیوں کی تھیلی حبیبؓ کو واپس کر دی، یہ دیکھ کر ان کی اہلیہ نے آواز دی کہ اس تھیلی کو واپس نہ کیجیے، کیونکہ یہ خلیفہ رسول عمرؓ کا عطیہ ہے، اس کو رد کر دینے سے امیر المومنین کی دل شکنی ہو گی اور یہ آپ کی شان کے لائق نہیں ہے کہ آپ امیر المومنینؓ کے لیے دلی صدمہ کا باعث بنیں، اس لیے آپ اس تھیلی کو لے کر حاجت مندوں کو دے دیجیے، اہلیہ نے مخلصانہ مشورہ کو قبول فرماتے ہوئے آپ نے تھیلی اپنے پاس رکھ لی اور فوراً ہی فقراء و مساکین کو بلا کر تمام اشرفیاں تقسیم کر دیں اور اس میں سے ایک پیسہ بھی اپنے پاس نہ رکھا، حالانکہ خود سب سے زیادہ محتاج

تھے، سیدنا حبیبؓ اس منظر کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور مدینہ طیبہ پہنچ کر جب امیر المومنینؓ کو یہ سارا واقعہ سنایا تو امیر المومنینؓ پر بھی رقت طاری ہو گئی اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور دیر تک روتے رہے، پھر جب آنسو تھمے تو فوراً سیدنا عمیرؓ کی طلبی کے لیے ایک فرمان لکھا اور ایک قاصد کے ذریعے یہ فرمان ان کے گھر بھیجا، فرمان خلافت پڑھ کر فرمایا کہ امیر المومنینؓ کے حکم کی تعمیل مجھ پر واجب ہے اور اسی وقت پیدل مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے۔

تین روز کا سفر کر کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے، امیر المومنین نے پوچھا، عمیرؓ! جو اشرفیاں میں نے تمہیں بھیجی تھیں ان کا کیا ہوا؟ عرض کی امیر المومنین! میں نے اسی وقت سب اشرفیاں اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیں، امیر المومنین حیرت سے ان کا منہ دیکھتے رہ گئے، پھر اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا، کہ تم بیت المال سے دو کپڑے لا کر عمیرؓ کو پہنا دو اور ایک اونٹ پر کھجوریں لاد کر ان کو دے دو، آپ نے عرض کی، امیر المومنین! کپڑوں کو تو میں قبول کر لیتا ہوں کیونکہ کپڑے میرے پاس نہیں ہیں، لیکن کھجوریں ہر گز نہیں لوں گا کیونکہ میں ایک صاع کھجوریں اپنے مکان پر رکھ آیا ہوں، جو میری واپسی تک میرے اہل و عیال کے لیے کافی ہیں۔ پھر عمیرؓ واپس آ گئے اور چند ہی روز کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

جب امیر المومنین کو ان کے انتقال کی خبر ملی تو روئے اور فرمایا، کاش! عمیر بن سعدؓ جیسے صاف باطن و پاکباز اور پیکر اخلاص چند مسلمان مجھے مل جاتے تو ان سے مسلمانوں کے کاموں میں مدد لیتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔گناہ اور سرکشی کے کاموں پر ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔(القرآن



قرآنی آیات کی روشنی میں غیبت کی ممانعت

قرآن کریم نے غیبت کو ایک معاشرتی برائی قرار دیا ہے، اور سخت مذمت کی ہے، ذیل میں ہم چند آیات مبارکہ کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔

سورۃ الھمزہ آیت ۲ ویل لکل ھمزۃ لمزہ، بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لیے جو پس پشت عیب نکالنے والا ہو اور طعنہ دینے والا ہو۔

تشریح۔ شان نزول، اصل شان نزول تو اخلاق رذیلہ کا وجود ہی ہے، جن پر اس صورت میں تنبیہ کی گئی ہے، البتہ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ کفار مکہ خصوصاً ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل، جمیل بن عامر اور اخنس بن شریق ہمہ وقت نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کی غیبت و بد گوئی کرتے اور ان پر طعن و تشنیع کرتے تھے، ان کی مذمت کے لیے یہ سورۃ مبارکہ نازل ہوئی۔

ھمزہ اور لمزہ کا مطلب۔ ھمزہ مبالغے کا صیغہ ہے، جس کے معنٰی بڑا عیب جُو، کثیر الغیبت، بہت طعنے دینے والا، لمزہ بھی مبالغہ کا صیغہ ہے، جس کا معنٰی ہے بہت عیب جوئی کرنے والا، پس پشت غیبت کرنے والا۔

ہمزہ اور لمزہ کی تفسیر۔ ہمزہ اور لمزہ کی تفسیر میں مفسرین کرام کے مختلف اقوال ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے، ابن زید کہتے ہیں کہ ہمزہ وہ شخص ہے جو ہاتھ کے اشارے سے لوگوں کو مطعون کرتا ہو اور دکھ پہنچاتا ہو اور لمزہ وہ شخص ہے جو زبان سے نکتہ چینی اور عیب جوئی کرتا ہے۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ ہمزہ زبان سے عیوب بیان کرنے والا اور لمزہ آنکھ کے اشارے سے عیوب بیان کرنے والا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ دراصل لغت میں ہمزہ کے معنٰی توڑنے اور چبھونے کے ہیں اور لمزہ کے معنٰی طعنہ زنی کے، پھر استعمال میں دونوں کے معنٰی ہو گئے ایسا ذکر جس سے لوگوں کی آبروریزی و توہین اور ان پر طنز ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام۔ تمام مفسرین کے اقوال کا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے کہ ہمزہ کے معنٰی غیبت یعنی کسی کا عیب اس کی پیٹھ پیچھے بیان کرنے کو کہتے ہیں اور لمزہ کے معنٰی آمنے سامنے کسی کو طعنے دینے اور اس کی برائی کرنے کے ہیں۔

تَفسِیرِ خَوَاتِین پَر ایک نَظَر

محمود الرشید حدوٹی

میرے پیش نظر اس وقت تفسیر خواتین رکھی ہوئی ہے، جیسا کہ اس کتاب عجیب کے نام سے ظاہر ہے کہ اس میں مستورات سے متعلق قرآنی آیات کی تفسیر کی گئی ہے، جو ایک عرب عالم جناب ابو عمرو عمار ذکی البارودی کی کتاب ہے، علامہ البارودی کا عرب دنیا میں ایک نام ہے۔

علامہ جارودی نے عربی زبان میں تفسیر النساء تحریر فرمائی، جس کو اردو کا جامہ ممتاز عالم دین، حافظ محمد عباس انجم گوندلوی حفظہ اللہ نے پہنایا، ماشاءاللہ ترجمہ کا حق ادا کر دیا ہے، مناسب الفاظ، بہترین شہ سرخیاں اور قابل فہم عبارات نے تفسیر خواتین کی اہمیت اور افادیت کو مزید چار چاند لگا دیے ہیں۔

تفسیر خواتین ساڑھے چھ سو صفحات سے زائد صفحات پر مشتمل ہے، بڑے سائز میں ہے، بہترین کمپوزنگ، عمدہ کاغذ اور چہار رنگ سرورق انتہائی جاذب دل و نگاہ ہے۔

تفسیر خواتین میں عورت کا مقام، عورت کی ذمہ داریاں، شادی بیاہ، نکاح طلاق، خلع، رضاعت، شہادت، عدالت، بناؤ سنگھار سمیت عورتوں سے متعلق تمامی مضامین کا احاطہ کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مصنف کو اور مترجم کو جنہوں نے بڑی کاوش بروئے کار لا کر یہ عظیم مجموعہ پیش کیا، میری نظر میں قرآنی حوالے سے یہ پہلی اور اچھوتی کاوش ہے۔ یہاں اسلامک ویلفیئر فاؤنڈیشن اور ادارہ اشاعتِ قرآن کے مدیر المہام جناب میاں محمد افضل صاحب کا خصوصیت سے ذکر مناسب ہے جنہوں نے خطیر رقم صرف کر کے اپنے ادارہ سے یہ تفسیر شائع کی اور پاکستان بھر میں عام کی، جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین۔ رابطہ: 03224078208